اللہ جل جلالہ

جستجوئے حق سبحانہٗ

شیخ الحدیث عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ اجل

شیخ العرب والعجم

عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ

حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ تالیفات اختریہ

hazratmeersahib.com

آثارِ تجلیٔ جذب

جس کو اللہ تعالیٰ عارف باللہ بناتا ہے اس کا دل حسین شکلوں اور دنیائے فانی کی رنگینیوں سے سرد کر دیتا ہے، لہٰذا جب اللہ کی محبت دل میں پاؤ اور یاد آئے کہ کبھی مرنا ہے اور قیامت کے دن اللہ کو حساب دینا ہے اور جس مالک نے ہم کو پیدا کیا ہے اگر ہم نے اپنے دل میں اس مالک کو نہ پایا اور مر گئے تو رین کی کرنسیاں، موٹر کار اور کاروبار، ایئر کنڈیشن سب چھوٹ جائے گا اور قبرستان میں تنہا جاؤ گے۔ دنیا تو چھوٹ گئی اور مولیٰ کو بھی نہ پایا۔ ارے ظالمو! نہ لیلیٰ کو پایا نہ مولیٰ کو پایا، کس قدر خسارے اور لاس (Loss) میں گئے کیونکہ لاشے یعنی لاش پر مر رہے تھے اور جو لاشے پر مرتا ہے وہ لاس میں آجاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ کا درد، اللہ کی جستجو اور تلاش کی کیفیت پائے تو سمجھ لو کہ اللہ کی تجلی اس کے دل پر ہو رہی ہے اور آج سے اس کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے، یعنی اللہ اپنے عاشقوں کی قوم میں اس کو داخل کر رہا ہے۔

اس کی علامت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائیں گے اور وہ بھی اللہ سے محبت کرے گا۔ اللہ نے اپنی محبت کو پہلے اور اپنے عاشقوں کے عشق کو بعد میں بیان فرمایا، کیوں؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنی محبت کو بندوں کی محبت سے پہلے اس لئے بیان کیا تاکہ میرے بندے جان جائیں، ایمان لائیں اور یقین کر لیں کہ اِنَّهُمْ يُحِبُّوْنَ اللّٰهَ بِفَضْلِ حُبِّ رَبِّهِمْ لَهُمْ یہ جو اللہ سے محبت کر رہے ہیں اور ان کو جو روزہ، نماز کی فکر ہو رہی ہے، اللہ کی جستجو ہو رہی ہے، جنگلوں میں آہ وزاری ہو رہی ہے، پہاڑوں کے دامن میں اکیلے رو رہے ہیں اور اللہ والوں کو تلاش کر رہے ہیں، یہ جتنے کارنامے ہو رہے ہیں یہ سب میری محبت کا فیضان ہے، ان کے دل میں میری تجلی کا ظہور شروع ہو گیا ہے، ربّا کے فیضانِ محبت کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔ (اقتباس از مواعظ حسنہ نمبر ۴۱: اللہ کے باوفا بندے)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: جستجوئے حق سبحانہٗ

نام واعِظ: شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا
شاہ عبدالمتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

تاریخِ وعظ: ۱۰/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴/جولائی ۲۰۱۹ء اتوار

مقام: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، ڈھاکا نگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

موضوع: اہل اللہ کی شانِ جستجو، اشکِ ندامت کی قیمت،
محبتِ الٰہیہ کا مقام، کلمہ کی عظیم الشان دولت،
دو اوصاف اہلِ جنت

مرتب: یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

اشاعتِ اول: ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۹ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم میں رہنا دنیا میں ہی جنت ہے	۶
اللہ والے اہلِ عمل پر فدا رہتے ہیں	۷
اللہ کا راستہ عمل سے طے ہوتا ہے	۸
ذکر اللہ کا نور تا قیامت باقی رہتا ہے	۹
حق تعالیٰ کی جستجو میں عاشقوں کی کیفیتِ دیوانگی	۱۰
اہل اللہ کا قول وعمل حاملِ انوارِ نسبت ہوتا ہے	۱۱
اللہ تعالیٰ کی محبت محتاجِ زبان نہیں ہوتی	۱۳
اہل اللہ کی ہمنشینی درحقیقت حق تعالیٰ کی ہمنشینی ہے	۱۴
تذکرہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
غبارِ اقدامِ اہل اللہ کی عظمتِ شان	۱۵
کلمہ طیبہ کی شان کا عربی قواعد سے ثبوت	۱۶
یادِ الٰہی میں بہنے والے آنسوؤں کی قدر ومنزلت	۱۷
ندامت کے آنسو بندے کو اللہ تک پہنچا دیتے ہیں	۱۸
سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ عشقِ الٰہی	۲۰
تذکرۂ اہل اللہ سے قلب میں نور ہی نور پیدا ہوتا ہے	۲۰
کسی اللہ والے سے بیعت ہونا نسبت مع اللہ کا آغاز ہے	۲۱
اللہ کی محبت پانے کے لئے شیخ سے قلبی تعلق کی اہمیت	۲۲
اللہ والوں پر مال خرچ کرنا بھی تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہے	۲۴
متقی اور تائب دونوں ہی عند اللہ محبوب ہوتے ہیں	۲۵

اہتمامِ تقویٰ والتزامِ استغفار سے جنت یقینی ہے..... ۲۷
انسان کی تخلیق میں پوشیدہ محبتِ الٰہی کا عجیب راز..... ۲۹
رونے والوں کی شکل بنانے پر بھی اللہ کو پیار آتا ہے..... ۳۰
اعضاء وجوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھو۔ایک اہم نصیحت..... ۳۱
ترکِ معاصی کا آسان نسخہ..... ۳۲
ابرار بندوں کے دو اوصاف..... ۳۳
زُرْ غِبًّا کا حکم عاشقوں کے لئے نہیں ہے..... ۳۳

ارشاد

شیخ الحدیث عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

''میں بقسم کہتا ہوں جو استغفار اور توبہ کا التزام رکھے گا،
وہ جنت میں آرام سے پہنچے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!
یہ بالکل یقینی بات ہے، اس میں کوئی بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا كَثِیْرًا))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الدعوات؛ باب الاستغفار والتوبۃ؛ ص۲۰۶)

کثرتِ استغفار جس کے نامۂ اعمال میں موجود ہوگا
تو وہ ضرور بالضرور جنت میں پہنچے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جستجوئے حق سبحانہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

(سورۃ العنکبوت: آیۃ ٦٩)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْہِ عَنْ رَّبِّہٖ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ۔ رواہ البخاری

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ؛ ص ١٩٩)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ فِی الْقَلْبِ
انْشَرَحَ لَہُ الصَّدْرُ وَ انْفَسَحَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ لِّذٰلِکَ
مِنْ عَلَامَۃٍ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَۃُ
اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ

(احیاء علوم الدین: (دار المعرفۃ بیروت)؛ کتاب العلم؛ جزء ۴ ص ٢٢٠)

اللہ پاک جل جلالہ وعم نوالہ ہم سب کو معاف فرمادیں، اپنی محبت ومعرفت کی دولت سے ہم سب کو نوازش فرمادیں، ہمیں اپنا بنالیں اور صراطِ مستقیم کی ہدایت اور فہم کی نعمت سے ہم سب کو اللہ تعالیٰ سرفراز فرمائیں، آمین۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم میں رہنا دنیا میں ہی جنت ہے

میرے دوستو اور میرے عزیزو! ہم اللہ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتے ہیں کہ ہم ان کا نام لیں، ان کو یاد کریں، ان سے محبت کریں، ان کو

ڈھونڈتے رہیں اوران کی تلاش میں پھرتے رہیں۔اس طرح اس جہان میں ہم جئیں کہ ہروقت اللہ کی محبت سے سرشار رہیں، اللہ کی یاد ہماری زندگی ہو، ہمارا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا اور دیکھنا اللہ کی محبت کے ساتھ، اللہ کی خوشی کے ساتھ، اللہ کے نور کے ساتھ ہو، یہ حق تعالیٰ ہم سے چاہتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

اور دیکھئے! یہ کتنی بڑی بات ہے، اُس مالک تعالیٰ کی ہم سے کیسی محبت اور کتنا پیار کا تعلق ہے کہ ہمیں اونچے سے اونچے اخلاق کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں، کسی گندی چیز، گندے حالات، گندے مقامات پر ہمیں دیکھنا پسند نہیں فرماتے۔ یہ تو ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے، بہت خوش قسمتی ہے اور بہت خوشی کی بات ہے، دنیا ہی میں جنت ہے، یعنی ہروقت اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم میں رہنا، ان کی خوشیوں کے اندر رہنا، خوشیوں کی حدود میں رہنا، کیا یہ جنت نہیں ہے؟ یہ تو بالکل عینِ جنت ہے، جنت ہی جنت ہے۔ارے بھئی! وہاں تو جنت دیدارِ الٰہی کے لئے ہے، اور اصل جنت یہ ہے، جنت کی روح یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرلے، ان کی خوشی حاصل کرلے، ہر بندہ اپنے مالک کو خوش کردے۔ مالک خوش ہوجائے تو بس تمام نعمتیں ہمیں حاصل ہیں اور مالک ناراض تو سب ختم ؎

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

اللہ پاک ناراض ہوگئے پھر دونوں جہان برباد، اللہ تعالیٰ خوش ہوگئے تو دونوں جہان کی تمام نعمتیں ہمیں حاصل ہیں ؎

جو تُو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تُو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اللہ والے اہلِ عمل پر فدا رہتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی خوشی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اکابر کی

نیابت اور وراثت میں ہمیشہ یہی تعلیم فرماتے تھے کہ ہر وقت اپنے مالک کو خوش رکھو، ایک لمحہ کے لئے بھی ایک سانس کے لئے بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کرو۔ دن ورات حضرت والا کی یہی دھن تھی، یہی فکر تھی، یہی کام تھا اور یہی حضرت والا کی تعلیم تھی، اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ جس کو بھی دیکھتے تھے کہ وہ حضرت والا کی اس نصیحت پر مر مٹتے ہیں، جان لگا رہے ہیں، جان فدا کر رہے ہیں تو حضرت والا سو جان سے اس پر فدا ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اکابرِ اُمت کی یہ شان رہی ہے کہ اپنے مریدین کو اللہ کی محبت سکھاتے ہیں، اللہ کی رضا اور ان کی خوشیوں کے راستے بتلاتے ہیں، پھر جب دیکھتے ہیں کہ میرا یہ دوست اللہ پر اپنی جان لگا رہا ہے، جان فدا کر رہا ہے تو بجائے اس کے کہ مرید شیخ پر فدا ہوتا، شیخ ہی اس مرید پر سو جان سے ہر وقت فدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ ایسی بات نہیں کہ صرف سنی سنائی ہو، ہم نے اپنے اکابر و مشائخ کو اس طرح دیکھا بھی ہے کہ وہ مریدین جو ہر وقت اتباعِ شریعت اور گناہوں سے بچنے کی فکر میں رہتے تھے اور ہر وقت تقویٰ، اتباعِ شریعت، اتباعِ سنت، یادِ الٰہی جن کی زندگی ہوتی تھی، ہم نے دیکھا کہ ہمارے مشائخ ان پر کس طرح ہر وقت فدا ہوتے رہتے تھے کہ بھئی ان کو بلاؤ، آؤ بھئی! چائے پیو، لاؤ مجھے بھی ایک پیالی چائے دے دو اور ان کو بھی ایک پیالی چائے دے دو، کیا محبت کا انداز ہوتا تھا!

اللہ کا راستہ عمل سے طے ہوتا ہے

میرے دوستو اور میرے عزیزو! ہمارا کام یہی ہے کہ ہم اللہ کی تلاش میں ہر وقت غرق رہیں اور مست رہیں ؎

یابم اُو را یا نیابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نیاید آرزوئے می کنم

میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتا رہوں گا، جب تک کہ میری یہ آرزو پوری ہو جائے،

میرا یہ مقصد پورا ہو جائے ۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بہ جاناں یا جاں ز تن برآید

اور جب تک اس محبوبِ پاک کا خوش ہونا ہمیں معلوم نہ ہو جائے، اس وقت تک ہم تو ان کو ڈھونڈتے ہی رہیں گے۔ ایک بزرگ تھے سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد

اے سرمد! یہ گلہ کرنا کہ ہمیں اللہ نہیں ملا، راستہ مشکل معلوم ہوتا ہے، یہ تمام باتیں بنانا، بہانہ تیار کرنا، بہانہ ڈھونڈنا ہے۔ یہ راستہ بہانہ بازی کا نہیں ہے، گلہ کا نہیں ہے، یہ کام کا راستہ ہے، جو کام کرے گا وہ کامیاب ہو ہی جائے گا ۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

ذکر اللہ کا نور تا قیامت باقی رہتا ہے

ہر وقت اللہ کی یاد، ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، میرے دوستو! کیسی باتیں ہیں سبحان اللہ! اللہ کی یاد کتنی بڑی دولت ہے، کتنی بڑی نعمت ہے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے دل سے ایک دفعہ بھی اللہ کا نام لیا، جس کی زبان سے ایک مرتبہ اللہ کا نام نکلا، قیامت تک اس کی روح پر اس کا نور باقی رہتا ہے۔ کیسا جملہ ہے میرے شیخ کا! سن لیا آپ نے میرے دوستو! جس کی زبان سے ایک دفعہ بھی اللہ کا نام نکل گیا، قیامت تک اس کی روح پر ذکر کا، اللہ کے نام کا نور باقی رہتا ہے ۔

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے ڈھونڈنے والوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ سجدہ کیا تو سجدے کے انوار میں وہ غرق ہوجاتے ہیں، ڈوب جاتے ہیں، ان کی روح انوارِ سجدہ سے بالکل متجلّی ہوجاتی ہے اور جو عارف ہوتا ہے اس کا دل گندگیوں اور ظلمات سے پاک ہوتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ایسی روح عطا فرماتے ہیں، اس کو انوارِ سجدہ کا ادراک بھی ہوجاتا ہے کہ سجدہ کیا تو اس میں کتنا نور ہے، اس کا احساس ہوتا ہے اور اس نور کی لذت بھی محسوس ہوجاتی ہے۔ حق تعالیٰ جس کو نور عطا فرماتے ہیں اس کو عظیم الشان لذت بھی عطا فرماتے ہیں، اس کے قلب کو تصور سے بڑھ کر راحت عطا فرمادیتے ہیں۔ یہ راستہ ہی عجیب وغریب ہے ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

حق تعالیٰ کی جستجو میں عاشقوں کی کیفیتِ دیوانگی

پس ذکر کا التزام ہو کہ ہر وقت اللہ کی یاد رہے، ایک لمحے کے لئے ہم ان سے غافل نہ ہوں ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

پل بھر کے لئے بھی اپنے مالک سے غافل نہ ہوں، کیا معلوم کس وقت ان کی کیا شان ہو؟ کس نگاہ سے ہمیں ڈھونڈ رہے ہوں کہ کہاں ہے میرا بندہ؟ اور وہ بندہ

غافل پڑا ہوا ہے۔اس لئے ہر وقت بالکل ہی بیدار رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی یاد اور تلاش کی ایک شان ہر وقت بندے کے اندر قائم رہنی چاہیے۔ بندے کی شان ہی یہی ہے، طالبانہ اور عاشقانہ شان، جستجو کی کیفیت ہر وقت باقی رہے، آنکھوں میں، کانوں میں، زبان میں، اعضاء و جوارح میں، تمام اداؤں میں، تمام حرکات و سکنات سے معلوم ہو کہ یہ کسی کو تلاش کر رہا ہے، یہ کسی کو ڈھونڈ رہا ہے ؎

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن بہ رضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

تو فرماتے ہیں کہ بہانہ بازی چھوڑ کر دو کام میں سے ایک کام کرلو، یا جسم کو اللہ کی رضا پر فدا کردو یا دوستی و وفاداری کے دعویٰ ہی سے دست بردار ہو جاؤ۔ اپنے مالک کی رضا کے لئے سب کچھ کرنا چاہیے، قربان جانا چاہیے، ہر وقت قربانی ہی قربانی چاہیے ؎

جتنی تمہاری قربانی
اتنی خدا کی مہربانی

جیسی تم قربانی پیش کرو گے اللہ کی یاد میں، اللہ کی محبت میں، اللہ کی تلاش میں، اتنا ہی قربِ عظیم تمہیں عطا ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ! سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔

اہل اللہ کا قول و عمل حاملِ انوارِ نسبت ہوتا ہے

کیا کہیے! ہمارے اکابر کی باتیں کیسے انوار سے بھرپور ہیں، ایک ایک لفظ کتنا نور ہی نور سے معمور اور بھرا ہوا ہے۔ میرے دوستو! یہی بات ہوتی ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ ایک عام مسلمان بات کرے اور ایک یہ کہ کوئی عارف باللہ بات کہے تو دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ عارف باللہ، صاحبِ نسبت، جس کو تعلق مع اللہ کی

دولت حاصل ہوتی ہے، وہ جب دیکھتے بھی ہیں تو ان کی نگاہ کے ساتھ، ان کے دیکھنے کے ساتھ انوارِ نسبت مع اللہ شامل ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ صرف دیکھتے ہیں، انوارِ نسبت مع اللہ کے ساتھ دیکھتے ہیں، جب بولتے ہیں تو انوارِ نسبت مع اللہ کے ساتھ بولتے ہیں، جب بیٹھتے ہیں تو انوارِ نسبت مع اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں، چلتے ہیں تو انوارِ نسبت مع اللہ کے ساتھ چلتے ہیں:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾

(سورۃ الفرقان: آیۃ ۶۳)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو خاص تعلق ہوتا ہے، اس تعلق کی برکت سے ان کی ذات میں، ان کی اداؤں میں عبدیت اور فنائیت کی ایک شان ہوتی ہے، چاہے وہ کتنے بڑے عالم ہوں، شیخ الحدیث ہوں، کتنے بڑے مجدد ہوں، کتنی بڑی ان کی وجاہت ہو، کتنی بڑی عزت ہو، ظاہری طور پر چاہے کتنا ہی ٹھاٹھ باٹ معلوم ہو یعنی سب کچھ ہوں لیکن تمام اداؤں میں عبدیت کی شان قائم رہتی ہے، ایک فنائیت کی شان قائم رہتی ہے۔ کیا تعبیر ہے مالک تعالیٰ کی! عِبَادُ الرَّحْمٰنِ رحمٰن کے بندے جو ہوتے ہیں، واہ رے میرے مالک! کیسا آپ کا کلام ہے! جو رحمٰن کے بندے ہوتے ہیں يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وہ چلتے ہیں زمین پر بڑی نرمی کے ساتھ۔ تو انوارِ نسبت مع اللہ ان کے چلنے میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے اکابر فرماتے تھے کہ اہل اللہ کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا رکھو، اگر وہ ایک بات بھی نہ کریں، کوئی تقریر بھی نہ ہو، ایک لفظ بھی نہ بولیں، پھر بھی ان کے ساتھ بیٹھو، انوار ہی انوار تمہارے قلوب میں منتقل ہو جائیں گے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اہل اللہ کے ساتھ ملنا کیا یہ بیان نہیں ہے؟

گو میرا وعدۂ بیان نہیں
مجھ سے ملنا بھی کیا بیان نہیں

بیان میں مقصد کیا ہے؟ اللہ کو پانا، اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہونا، انوارِ الٰہیہ کا حاصل ہونا، تو اہل اللہ کی صحبت سے ہی یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے، ان کی تقریر کوئی ضروری نہیں ہے۔ اگر سارے جہان میں لاکھوں کروڑوں عالم ہوں، محدث ہوں، فقیہ ہوں، سب زبردست مقرر ہوں لیکن صاحبِ نسبت نہ ہوں اور کہیں اگر کوئی ایک صحابی ہیں جو گونگے ہیں، خاموش رہتے ہیں، ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے، اب بولو! کیا اس صحابی کا مقام، لاکھوں کروڑوں علماء، محدثین اور فقہاء سب سے بڑھ کر نہیں ہے؟ ان کی خاموشی کا مقام تمام تقریروں سے بڑھ کر ہے، سارے جہان کی تقریر سے اعلیٰ ہے، سارے عالَم کی تقریروں سے اس صحابی کی خاموشی سب سے زیادہ مفید رہے گی۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیقت سمجھنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت محتاجِ زبان نہیں ہوتی

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مکہ مکرمہ میں مثنوی شریف کا درس دیتے تھے، ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اس درس میں بیٹھتے تھے، حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس درسِ مثنوی میں برصغیر سے جانے والے علماء کی رعایت سے اردو میں تقریر فرماتے تھے، یہ سب لوگ بہت مستفید ہوتے تھے، محظوظ ہوتے تھے، مست ہوتے تھے، جوش میں آتے تھے۔ وہاں ایک ترکی عالم تھے، جن کی زبان اردو نہیں تھی تو حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ سارا مجمع اہلِ اردو کا جب جوش میں آتا تھا تو یہ اردو نہ جاننے والا ترکی وہ بھی جوش میں آتا تھا، اس کے اندر بھی کیف و مستی خوب ہوتی تھی۔ تو حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ بھئی! ہم تو اردو سمجھ رہے ہیں، یہ بیچارے ان کو ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے تو ان کو کیسے جوش آتا ہے؟ ان پر کیسے مستی طاری ہو جاتی ہے؟ یہ کیا بات ہے؟ راز کیا ہے؟ تو حضرت حکیم الامت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

اس بات کا ذکر کیا، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میاں! اللہ کی محبت محتاجِ زبان نہیں ہے۔ اسی لئے ایک آدمی قرآنِ پاک کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتا، لیکن یہ ظالم اگر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن لے، خدا کی قسم کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہوگی، اتنے انوار اس کو محسوس ہوں گے ؎

تُو نے دیکھی ہی نہ وہ صورتِ شاہانہ ابھی

ہم نے ایسے صاحبِ نسبت لوگوں کو کہاں دیکھا ہے جو سراپا انوار ہی انوار ہوتے ہیں۔

اہل اللہ کی ہمنشینی درحقیقت حق تعالیٰ کی ہمنشینی ہے

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا شان تھی! تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی کیا شان تھی! ان حضرات کا تو دیکھ لینا بھی کافی ہوتا تھا، تقریر کی کیا بات ہے! حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ کے پاس جایا کرو، ان کا دیکھ لینا بھی کافی ہو جاتا ہے، اتنا عظیم الشان نور ان کے ساتھ ہوتا ہے، ان کے ساتھ بیٹھنا اللہ کے نورِ عظیم کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی اللہ والے کے ساتھ بیٹھ گیا تو گویا کہ وہ اللہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کیسی بات فرمائی ان بزرگوں نے! ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا

جس کو یہ شوق ہو کہ اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہیے ؎

گو نشیند در حضور اولیاء

وہ اہل اللہ کے ساتھ بیٹھے، عشاقِ حق کے ساتھ بیٹھے، عشاقِ حق کی بڑی شان ہوتی ہے۔ دوستو بات سمجھ آتی ہے؟ بہت ہی عجیب بات ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔

تذکرہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد ایک مرتبہ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علی گڑھ میں بیان طے تھا، مولانا بہت بڑے عالم تھے،

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی بھی تھے، ان کی تقریر عجیب وغریب ہوتی تھی۔ جب حضرت تقریر فرماتے تھے تو دیوار کے دوسری طرف سننے والے یہ فرق نہیں کر سکتے تھے کہ یہ شاہ وصی اللہ صاحب کی تقریر ہے یا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہے۔ اس قدر قوی نسبتِ اتحادی ان کو حاصل تھی ؎

من تُو شدم تُو من شدی
من تن شدم تُو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں
من دیگرم تُو دیگری

اور یہ نسبتِ اتحادی کسبی چیز نہیں، یہ تو وہبی چیز ہے، حق تعالیٰ جس کو جس طرح پالنا چاہتے ہیں اس کو اس طرح سے نوازش فرما دیتے ہیں۔ بس اپنے مالک کی مرضی پر خوش رہنا چاہیے، اصل تو یہ ہے کہ رضائے الٰہی حاصل ہو، تعلق مع اللہ حاصل ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوامِ طاعت اور کثرتِ ذکر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دونوں نعمتیں نصیب فرما دے، دوامِ طاعت سے مراد ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرماں بردار رہنا، ایک لمحے کے لئے بھی اطاعت کو نہ توڑنا۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنے نفس کو توڑ دو لیکن اللہ کے حکم کو مت توڑو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر سو فیصد عمل کی توفیق سے نوازے۔ تو جب حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ تشریف لائے اور یہ خبر ہر طرف پھیلی تو لوگ جوق در جوق حاضر ہو گئے کہ حضرت تشریف لائے ہیں، حضرت کی زیارت ہوگی اور حضرت کا بیان ہوگا۔ کیا کہنا!

غبارِ اقدامِ اہل اللہ کی عظمتِ شان

اہل اللہ کا ایک ایک لفظ سارے عالَم کے موتیوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ کے غبارِ اقدام یعنی

جوتیوں تلے جو خاک ہوتی ہے وہ تاجِ شاہوں کے موتیوں سے افضل ہے۔ جوتیوں کے نیچے والی مٹی کی قیمت تاجِ شاہی سے بڑھ کر بلکہ تاجِ شاہی کے موتیوں سے بڑھ کر ہے۔لہٰذا ظاہر بات ہے کہ سب کے دل میں اشتیاق ہوا کہ ہم حضرت کو دیکھیں گے اور ان کا بیان بھی ہوگا، ماشاءاللہ!

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے

کیا مطلب؟ کوئی دیوانہ جب بات کرتا ہے تو دیوانے کی باتوں سے لوگ دیوانے بن جاتے ہیں، جو اُن کا دیوانہ ہے، اُن کی آواز سن کے سب اُسی ذات کے دیوانے بن جاتے ہیں، آہ کیا بات ہے ؎

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے
کہاں پاؤگے صَدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

اہل اللہ اپنے دل میں جو غمِ عشقِ الٰہی کی ہمیشہ پرورش کرتے ہیں، اس کے سامنے کسی چیز کی کیا حیثیت ہے، کسی دولت کی کیا حیثیت ہے بلکہ بادشاہت کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں، سب خاک ہی خاک ہے۔ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

بادشاہانِ جہاں از بدرگی
بو نبردند از شرابِ بندگی

بادشاہوں کو کیا خبر کہ بندگی کی کیا لذت ہوتی ہے! سجدے کی کیا لذت ہوتی ہے! لا الٰہ الا اللہ کی کیا لذت ہوتی ہے!

کلمہ طیبہ کی شان کا عربی قواعد سے ثبوت

یہ تو کسی صاحبِ نسبت، سچے مسلمان سے پوچھئے کہ وہ جب حق تعالیٰ کا

نام لیتا ہے تو اس کا دل کتنا مست ہوجاتا ہے، کس قدر اس کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔ قسم بخدا! اللہ کے نام لینے سے لاکھوں، کروڑوں آسمان وزمین سے بڑھ کر اس کو نعمت حاصل ہوجاتی ہے، ایک ہی دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے اتنی بڑی دولت حاصل ہوجاتی ہے۔ ارے میاں! لا الٰہ الا اللہ کہنے والا تو مولیٰ والا ہے بھئی! وہ تو جنت والا ہے، جنت الفردوس والا ہے:

((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)، ج ۱ ص ۴۶؛ رقم الحدیث ۲۰۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رضا اور خوشی کی طلب میں جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا وہ تو جنت میں پہنچ چکا۔ دَخَلَ کے کیا معنی ہیں؟ دَخَلَ کے معنی یَدْخُلُ نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دَخَلَ تو وہ دَخَلَ ہی ہے، یَدْخُلُ نہیں ہے۔ وہ جنت میں پہنچ چکا ہے یارو! واہ واہ! جنت تو اس کے لئے بالکل فائنل ہے، بالکل رجسٹرڈ ہے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا تو ذوق یہ ہے کہ جس نے ایک دفعہ بھی اخلاص کے ساتھ اللہ کا نام لیا وہ جہنم میں ہرگز نہیں جاسکتا۔ ارے بھئی! جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام لے وہ کیسے جہنم میں جاسکتا ہے؟ کیسی بات فرما گئے میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ!

یادِ الٰہی میں بہنے والے آنسوؤں کی قدر ومنزلت

حق تعالیٰ کے ہاں محبت کی بڑی قدر ہے! وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (سورۃ الدھر: آیۃ ۲۲) قرآنِ پاک میں حق تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اے میرے بندو! میرے عاشقو! اگر تم نے ہمارے لئے کوئی کام کیا تو اس کی ہمارے یہاں بڑی قدر ہے، وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ہم بڑے قدردان ہیں۔ اگر تم نے ہمارا نام لیا، تمہارے ذکر کے ہم بڑے قدردان ہیں، تم نے سجدہ کیا، تمہارے سجدے کے ہم بڑے قدردان ہیں، اگر تم نے ہمارے لئے آنسو بہائے تو ایک ایک قطرۂ آنسو کے

ہم بہت قدردان ہیں، ہمارے یہاں اس کی بڑی قیمت ہے، شاہوں کی سلطنت سے بڑھ کر اس کی قیمت ہے، سلطنت کیا چیز ہے دیوانے کے آنسو کے سامنے! حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو نکلی آہیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر یہ کون چشمِ پُر آب میں ہے

کیا الفاظ فرما گئے دیکھو میرے دوستو ؎

یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر یہ کون چشمِ پُر آب میں ہے

یعنی اِدھر بندہ آنسو بہاتا ہے اُدھر حق تعالیٰ دل میں جلوہ فرما ہو جاتے ہیں کہ یہ بندہ میرے لئے رو رہا ہے اور ان آنسوؤں پر حق تعالیٰ کی تجلیاتِ عظیمہ نازل ہو جاتی ہیں، اور جو عارف ہوتا ہے اس کا قلب اس کا ادراک بھی کر لیتا ہے، اس کو احساس بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کی محبت میں خوب رونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ندامت کے آنسو بندے کو اللہ تک پہنچا دیتے ہیں

کوئی نہیں جو یار کی لا دے خبر مجھے
اے سیلِ اشک تُو ہی بہا دے اُدھر مجھے

میرے دوستو! خدا کی قسم جو خدا کے لئے روتا ہے یہ آنسو اس کو ضرور بالضرور خدائے تعالیٰ تک پہنچا ہی دیں گے، ان آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے۔ ارے! کچھ نہیں کیا اتنا تو کرو یارو کہ آؤ چلو ہم رونے لگیں، ہم گنہگار ہیں، ہم اور کیا کریں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو ایسی بیماری لگ گئی کہ کسی علاج و معالجے سے صحت حاصل نہیں ہو رہی ہے تو اب وہ بیچارہ کیا کرے گا، دوائی استعمال کرتا رہے گا اور صبر کرتا رہے گا۔ اسی طرح کسی کی اگر عادت ہی ایسی ہو گئی ہے کہ لاکھ کوششوں کے باوجود اس کو گناہوں سے پوری طرح خلاصی نصیب نہیں ہو رہی ہے، پوری طرح

اس کو گناہوں سے مکمل حفاظت نہیں ہو رہی ہے، لیکن وہ بندہ کوشش بھی کر رہا ہے، رو بھی رہا ہے، توبہ بھی کر رہا ہے، استغفار بھی کر رہا ہے، تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح سے اللہ تک پہنچ جائے گا۔

میرے دوستو! حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کو پالنے کا راز بہت ہی عجیب و غریب ہوتا ہے، بس کیا کہوں۔ آہ! میرے دوستو! کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے، چاہے وہ اب تک گناہ نہیں چھوڑ رہا ہے، مکمل طور پر نہیں بچ رہا ہے، گناہ اس سے نہیں چھوٹتے، لیکن پھر بھی اس کو نگاہِ حقیر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ کبھی ایسا روئے گا، اس طرح سے آہ کھینچے گا کہ ایک ہی آہ میں اللہ تک پہنچ جائے گا۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست کرتے تھے، روتے تھے کہ اے اللہ مجھ سے ایک گناہ بھی نہ ہو۔ اس غم میں ہمیشہ روتے تھے لیکن پھر کبھی کوئی غلطی ہو جاتی تھی، پھر روتے تھے، معافی مانگتے تھے، استغفار کرتے تھے، توبہ کرتے تھے ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی
توبہ کردم من زِ ہر ناکردنی

اے اللہ! اس دفعہ اگر آپ نے معاف فرما دیا پھر ایسی نالائقی ہم ہرگز نہیں کریں گے ؎

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن

بہت ہی خراب اور گندہ ہوں لیکن اے اللہ! میری خرابی، گندگی اور نالائقی، میری سیاہ کاری کو مخلوق پر ظاہر نہ فرمائیے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ آہ! حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کعبہ شریف کے سامنے عشاء کی نماز کے بعد سجدے میں گر پڑے اور روتے رہے، روتے رہے، روتے رہے یہاں تک کہ

نمازِ فجر کا وقت ہوگیا، اس وقت تک روتے رہے اور پوری رات سجدے میں یہی شعر پڑھتے رہے۔ آہ! کیا کیفیت تھی، کیا شان تھی، اللہ! اللہ! کیا ایمان تھا! کیسا حیرت انگیز عجیب وغریب تعلق مع اللہ تھا! اتنی دیر تک روتا ہے آدمی اور وہ بھی سجدے میں! میاں! اتنی دیر تک حق تعالیٰ کے سامنے رونا، یہ کیا بات ہے!

سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ عشقِ الٰہی

کیا مقام تھا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق مع اللہ کا! ہمارے اکابر ایسے ہی نہیں جھکے حاجی صاحب کے سامنے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، اُس زمانے کے تمام اکابرِ اُمت حضرت حاجی صاحب کے سامنے اپنے علوم کو بھول گئے، اپنے معارف کو بھول گئے، اپنی تحقیقات کو بھول گئے، اپنی عبادتوں کو بھول گئے، اپنی مسندِ درس کو بھول گئے، اپنے تمام عشاق کو بھول گئے، حضرت حاجی صاحب کا مقامِ عشقِ الٰہی دیکھ کر سارے جہان کو بھول گئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آتے تھے تو فرماتے تھے ہمارے حاجی صاحب اپنے اس فن کے امام تھے، مجتہد تھے، مجدد تھے، اور اس ملفوظ کے ناقل خود حضرت حکیم الامت ہیں۔ سن رہے ہیں میرے دوستو! اس ملفوظ کے ناقل مجدد ہیں مجدد! حکیم الامت خود نقل فرماتے ہیں کہ یہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے۔ شان دیکھو اس ملفوظ کی، کتنی بڑی عظمت ہے اس ملفوظ میں، کیا نور ہے اس ملفوظ میں!

تذکرۂ اہل اللہ سے قلب میں نور ہی نور پیدا ہوتا ہے

اپنے اکابر کا تذکرہ کرنے سے میاں! ایمان تازہ ہوتا ہے، قلب کے اندر نور پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ دل میں غیر اختیاری طور پر اہل اللہ کا خیال بھی آجانے سے قلب کے اندر فوراً نور پیدا

ہوجاتا ہے، اور پھر ان کی صحبت اُٹھائے تو کتنا نور ہوگا! اگر ان کو دیکھ بھی لے تو کتنا نور ہوگا! ان سے مصافحہ کرلے تو پھر کتنا نور ہوگا! سبحان اللہ! ان کی دعائیں مل گئیں پھر کتنا نور حاصل ہوگا! ان کی مسکراہٹ کو دیکھ لیا تو کتنا نور ہوگا اور جناب! ان کو روتے ہوئے دیکھا تو پھر کتنا نور حاصل ہوگا! اللہ اللہ! سبحان اللہ! ان کے ساتھ دن گزارا تو کتنا نور حاصل ہوگا! ان کے ساتھ رات گزاری تو کتنا نور حاصل ہوگا! ان کے ساتھ ایک زمانہ گزارا تو کتنا نور حاصل ہوگا! سنا آپ نے!

کسی اللہ والے سے بیعت ہونا نسبت مع اللہ کا آغاز ہے

حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں، اپنے عشاق کی شان بتلاتے ہیں:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ۔ رواہ مالك))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الحب فی اللہ ومن اللہ؛ ص۴۲۶)

کہ جو میرے چاہنے والے ہوتے ہیں، جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میری محبت میں کوئی بندہ اُن کو چاہ رہا ہے اور وہ اِن کو چاہ رہے ہیں تو دونوں کے لئے میری محبت واجب ہوجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو چاہنا، ان سے تعلق رکھنا، اس سے بھی حق تعالیٰ کا تعلق عطا ہوجاتا ہے۔ اسی لئے تو ہمارے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت ہونا اگرچہ فرض وواجب تو ہے نہیں لیکن جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کوئی بیعت ہوجاتا ہے تو ایک نسبتِ مجملہ اس کو حاصل ہوجاتی ہے، یعنی ایک اجمالی تعلق مع اللہ اس کو حاصل ہوجاتا ہے، آگے اس کی تفصیلات چلتی رہتی ہیں۔

اجمالی تعلق مع اللہ ایسا ہے جیسے آم کے بیج کو آپ نے زمین میں بودیا، اب یہ درخت تو نہیں ہے، شاخیں تو نہیں ہیں، پھول تو نہیں ہیں، آم تو نہیں ہے، لیکن اجمالی آم کا ایک درخت وہاں ہوگیا، درختِ مجمل کا وجود اس میں آگیا ہے، پھر اب آگے چل کر جناب! اس سے چھوٹا سا پودا نکلے گا، پھر اس سے آگے بڑھے گا، پھر کچھ

شاخیں پیدا ہوں گی، پھر پتّے پیدا ہوں گے، پھر جناب! پھول بھی آئیں گے، پھر کبھی اس میں آم بھی آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ! لیکن اس بیج کی کتنی قیمت ہے، کتنی قدر ہے، وہ سمجھنے والے سمجھیں گے۔ جو عارف ہوں گے وہ سمجھیں گے کہ اگر یہ بیج ہی نہ ہوتا تو پھر یہ آم کا درخت کہاں سے پیدا ہوتا؟ اس کا وجود کہاں سے آتا؟ کچھ بھی نہ ہوتا۔ لہٰذا کسی اللہ والے کے ساتھ تعلق ہوجانا یہ تعلق مع اللہ کی جڑ ہے، بنیاد ہے، بیج ہے۔

اللہ کی محبت پانے کے لئے شیخ سے قلبی تعلق کی اہمیت

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ یہ صحیح حدیث ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہوچکی ہے، کیا الفاظ ہیں! وَجَبَتْ کا معنی واجب ہوچکی ہے یعنی میری محبت مؤکد ہے، محقق ہے اور بالکل پکی بات ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی بندہ ہمارے کسی دیوانے کو چاہتا ہے اور وہ بھی اِن کو چاہتے ہیں، اِدھر سے بھی نظر اُدھر سے بھی نظر۔

دونوں جانب سے اشارے ہوچکے

دونوں طرف سے تعلق ہوگیا تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپس میں جب میرے لئے ہم ایسا تعلق دیکھتے ہیں تو دونوں سے میرا تعلق واجب ہوجاتا ہے، دونوں سے میری محبت واجب ہوجاتی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے ایک کونے میں پیر ہو، دوسری طرف مرید ہو، اسے فائدہ کیسے ہوگا؟ فائدہ اس طریقے سے ہوگا جیسے اس حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا ہے۔ ایسی باتیں کرنا کہ دور دور سے فائدہ نہیں ہوگا یہ سب حماقت کی باتیں ہیں۔ ہمارے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سائبیریا کے پہاڑوں میں انڈے دے کر بعض پرندے بنگلہ دیش، برما، پاکستان یعنی برصغیر کی حدود میں آجاتے تھے اور یہاں سے اپنے اُن انڈوں کو گرماتے تھے،

پھر واپس جا کر دیکھتے تھے کہ انڈوں سے بچے پیدا ہو گئے ہیں۔اس پر ہمارے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی دور سے انڈے کو گرمانا اگر پرندے سے ہوسکتا ہے، اس سے ایک اور پرندہ پیدا ہوسکتا ہے تو دور دور سے اہل اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے اگر ان متعلقین کی جگہ اللہ والوں کے دل میں ہے تو اس قلبی تعلق کی برکت سے ان کی زندگیوں میں، ان کے دل میں تعلق مع اللہ کا وجود ہونا اس میں کیا تعجب ہے! اللہ کی محبت اور تعلق مع اللہ کا حاصل ہوجانا، یہ کیا مستبعد ہے، کیا محال ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سے نوازے۔

اب ایک بات میں پوچھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا کہ کسی نبی کو اللہ تعالیٰ دنیا کے کسی کونے مثلاً مشرقی علاقے کے بالکل آخری حد میں بھیجتے کہ اس سے آگے دنیا نہ ہوتی اور وہاں نبی ہے اور ایسے حالات ہوں کہ مغرب، شمال وجنوب یعنی دنیا میں کہیں سے بھی کسی کا وہاں پہنچنا ممکن ہی نہ ہو تو اگر کوئی اُس نبی پر ایمان لایا، ان کی تعلیمات پر عمل کیا تو کیا وہ جنتی نہیں ہوگا؟ اس کو نور نہیں حاصل ہوگا؟ اس کو قربِ الٰہی نہیں حاصل ہوگا؟ تو پھر جو سچے نائبِ رسول ہوتے ہیں یعنی مشائخِ اُمت، کاملین، عارفین، اللہ کے سچے دیوانے جو ہوتے ہیں، ان کے ساتھ تعلق کی برکت سے تعلق مع اللہ کیوں نہ حاصل ہوگا؟

تو بہر حال! حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ جو میرے لئے آپس میں بیٹھ گئے، ان کے لئے میری محبت مل جانا بالکل پکی بات ہے، وَجَبَتْ کے معنی بالکل پکی بات! سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ! واہ واہ واہ! آگے فرمایا وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ اور اگر آپس میں بیٹھنے کا موقع نہیں ملا لیکن ایسا ہوا کہ بس ایک نظر اللہ والے کو دیکھ لیا، آپس میں ملاقات ہوگئی اگرچہ آپس میں بیٹھنے کا موقع بھی نہ ہوا، اتنی بھی اگر محنت کی، کوشش کی تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے دونوں بندوں کے لئے بھی میری محبت پکی بات ہے۔

اللہ والوں پر مال خرچ کرنا بھی تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہے

آگے فرمایا کہ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ میرے عشاق کے لئے جو مال بھی خرچ کرتے ہیں، اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ يَبْذِلُوْنَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضِهِمُ الْمَالَ، يَبْذُلُوْنَ يَبْذِلُوْنَ دونوں صحیح ہیں، تو جو لوگ عشاقِ حق کے لئے مال خرچ کرتے ہیں، اللہ والوں پر خرچ کرتے ہیں، حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے بھی میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔

اس آخری نسخہ سے پتہ چلا کہ اہل اللہ کے لئے مال خرچ کرنا یہ بھی تعلق مع اللہ کا ذریعہ بن جاتا ہے، بہت ہی عجیب بات ہے! ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ ایک بہت بڑے اللہ والے گذرے ہیں، ان کے پاس ایک علاقے سے سب مالدار مریدین آرہے تھے اور قیمتی ہدایہ تحائف لے کر آرہے تھے۔ ان میں ایک مرید غریب مسکین بھی تھا، ہدیہ پیش کرنے کے قابل ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں، اب انہوں نے کیا کیا کہ کسی باغ میں گئے اور وہاں سے خشک لکڑیاں جمع کیں اور گٹھر بنایا، پھر اس کو سر پر رکھ کر شیخ کے پاس پہنچ گئے۔ سب لوگوں نے تو بڑے بڑے ہدایا پیش کئے اور ان صاحب نے خشک لکڑیاں پیش کیں۔ شیخ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے دیکھا کہ سب مالدار مریدین آرہے ہیں، بڑی بڑی رقمیں اور قیمتی قیمتی چیزیں ساتھ لا رہے ہیں، تو حضرت! ہم کیا پیش کرتے؟ بس ہم باغ سے آپ کے لئے یہ لکڑیاں جمع کر کے لے آئے ہیں۔ آہ! ان کے شیخ سمجھ گئے کہ یہ کتنی محبت سے لکڑیاں لائے ہیں، وہ بالکل سمجھ گئے کہ حق تعالیٰ کے پاس اس کی کیا قدر ہے، اس کی کیا قیمت ہے:

((فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الایمان؛ ص ۱۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے کوئی عمل کیا اور اس کا مقصد ہے

اللہ کو پا جانا، اللہ کو راضی کرنا تو وہ ضرور بالضرور اللہ کو پا جاتا ہے، ضرور بالضرور اس عمل کی برکت سے اللہ اس کو مل جاتا ہے۔ تو یہ بزرگ سمجھ گئے کہ اس عمل کے ذریعہ اس مرید کو حق تعالیٰ کے ساتھ قرب کا عظیم الشان تعلق حاصل ہو گیا، نورِ عظیم حاصل ہو گیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کا بہت اونچا مقام اس کو مل گیا، اور ان لکڑیوں کے ساتھ اخلاص کے اور رضائے الٰہی کے عظیم الشان انوار شامل ہیں۔ اپنے خادم سے فرمایا کہ ان لکڑیوں کو محفوظ کر لینا، جب میری موت ہو تو غسل کے لئے جو پانی گرم کرو گے انہی لکڑیوں سے گرم کرنا، ان لکڑیوں سے گرمائے ہوئے پانی سے اگر تم نے ہمیں غسل دیا تو مجھے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں میری مغفرت ہو جائے گی۔ ولی را ولی می شناسد۔ دیوانہ دیوانے کو سمجھتا ہے، دیوانے کو دیوانے کی قدر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ وہ اخلاص ہمیں عطا فرمائے۔ آج کل تو ایسے حالات ہیں کہ بہت سے علماء کے آپس کے تعلقات کی کمی ہے، مشائخ کے آپس میں تعلقات کی کمی ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ یا تو مناسبت کی کمی ہے یا اخلاص کی کمی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص عطا فرما دے۔

متقی اور تائب دونوں ہی عند اللہ محبوب ہوتے ہیں

بہر حال! ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے میرے دوستو! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے ایک ہی درخواست کرتے تھے کہ مجھ سے گناہ نہ ہو۔ ہمارے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض و نیاز کرتے تھے کہ اے اللہ ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

مانگنے والے مانگتے رہتے ہیں لیکن میری طرف سے ایک ہی طلب ہے کہ اے اللہ! آپ میرے ہو جائیں۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے ؎

ذوقِ طلب بھی مختلف دہر میں دیکھتا رہا
اخترِ بےقرار نے تیرا سوال کردیا

اس طرح سے زندگی ان کی گذرتی گئی، لیکن پھر ہوتا یہی تھا کہ کبھی کچھ غلطی ہوجاتی تھی اور پھر روتے تھے۔ حق تعالیٰ کو ان کا رونا، گریہ وزاری پسند تھی کہ یہ ہمارے لئے خوب روئے۔ اگر غلطی نہ ہوتو اتنا روئے گا نہیں، رُلانے کے لئے غلطی کا صدور تکویناً ہوجاتا تھا، خطاؤں کا صدور ہوجاتا تھا۔ بہرحال تیس سال اسی طریقے سے گزر گئے، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغترین میں اس واقعہ کو لکھا ہے۔

امام اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ غم زدہ ہوئے، بڑے پریشان ہوئے، بہت ہی روتے رہے کہ ایک ہی میری آرزو تھی اور وہ پوری نہ ہوئی کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو۔ ایک دن اتنا بے تحاشا روئے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آواز آگئی یعنی آسمان سے ان کے قلب پر الہام ہوا کہ اے ابواسحاق! تُو کیا چاہتا ہے کہ تجھ سے گناہ نہ ہو، اس سے تیرا مقصد کیا ہے؟ یہی نا کہ جنت مل جائے اور اللہ مل جائے۔ کیا تُو قرآنِ پاک نہیں پڑھتا؟ اس میں جہاں ہم نے بتایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (سورۃ التوبۃ: آیۃ ۴) اللہ تعالیٰ متقی بندوں کو اپنا محبوب بناتے ہیں، جیسے یہ یقینی بات ہے، وہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۲۲۲) بھی تو ہم نے فرمایا ہے کہ میرے جن بندوں سے بار بار غلطی ہوجاتی ہے، بار بار لوٹ کے حق تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں، بھاگتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، روتے رہتے ہیں، توبہ کرتے رہتے ہیں، تَوَّابٌ کے معنی رَجَّاعٌ بار بار لوٹنا، غلطی بار بار نہ ہوتو بار بار کیوں لوٹیں؟ فرمایا کہ اس آیتِ پاک میں کیا ہم نے یہ نہیں بتایا کہ اگر سو دفعہ بھی، لاکھوں مرتبہ بھی غلطی ہوگئی تو اگر تم رونے لگو گے، آہ وزاری کرنے لگو گے، توبہ اور استغفار کرو گے تو یہ نہیں کہ ہم صرف معاف کردیں گے، بلکہ ہم تم کو یقیناً اپنا محبوب بھی بنالیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ پر اِنَّ تاکید کے لئے آیا ہے کہ کسی کو شبہ ہوسکتا تھا کہ

متقی کے لئے اللہ کی محبت کا، محبوبیت کا مؤکد ہو جانا، یہ تو سمجھ میں آجاتا ہے لیکن یہاں جو یہ ظالم بار بار غلطیاں کر رہا ہے، گناہوں میں ملوث ہو رہا ہے، پھنس رہا ہے، وہ محبوب کیسے ہو جائے گا؟ ہاں یہ ہوسکتا کہ ان کو رحم آ گیا، معاف فرما دیں کہ اے مسکین! چل تجھے بھی معاف کرتے ہیں، جا تُو بھی جنت میں جا، لیکن حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ یہ میرا بندہ نادم ہو گیا تو صرف یہ نہیں کہ میں اس کو مغفرت سے نوازش کرتا ہوں بلکہ میں اس کو پیار بھی عطا کرتا ہوں، اپنی محبوبیت کا مقام بھی عطا کر دیتا ہوں۔ یہ حق تعالیٰ کی کیا ہی شانِ کرم ہے!

((سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ))

(صحیح البخاری: (قدسی)؛ کتاب التوحید؛ ج ۲ ص ۱۱۲۷)

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمت بھی ہے، میرا غصہ بھی ہے، لیکن میری رحمت، میری محبت اور پیار، ہمیشہ بالکل آگے آگے رہتا ہے اور غصہ ہمیشہ پیچھے رہتا ہے۔ کیا بات ہے! یہ تو حدیثِ قدسی ہے اور صحیح حدیث ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ تو اے ابو اسحاق! تُو کیا چاہتا ہے؟ یہی نا جنت ملے اور یہ کہ اللہ تجھ سے راضی ہو جائے، اللہ کا تُو محبوب بن جائے، یہی تو تیرا مقصد ہے، ہم نے تو راستہ بتلا دیا، اب کس کو تقویٰ کے راستے سے جنت تک پہنچانا ہے، کس کو توبہ کے راستے جنت تک پہنچانا ہے، کس کو تقویٰ کے راستے سے محبوب بنانا ہے، کس کو توبہ کے راستے سے محبوب بنانا ہے، یہ فیصلہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے، یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے، تم اپنا کام کرو، تم تو بس اپنے کام سے کام رکھو۔ یہ ہے حق تعالیٰ کی شانِ تربیت اور یہ ہے حق تعالیٰ کا رازِ تربیت!

اہتمامِ تقویٰ والتزامِ استغفار سے جنت یقینی ہے

اس لئے میرے دوستو! ایک تو یہ ہے کہ التزامِ تقویٰ کا اہتمامِ کامل رہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے آپ کو گنہگار سمجھیں، یہ نہیں کہ فرشتہ سمجھنے لگیں۔ جس نے اپنے

آپ کو فرشتہ سمجھا وہ تو بس بالکل ہلاک ہو گیا، اس نفس پر ہم بھروسہ کیسے کر سکتے ہیں اور اپنے اعمال پر ہمیں کیسے بھروسہ ہو سکتا ہے؟ دَم بھر کے لئے بھی اس نفس پر کوئی بھروسہ نہیں ہے ؎

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہوجائے تو اس سے بدگماں رہنا

لہٰذا تقویٰ کا اہتمام بھی ہو اور توبہ واستغفار کا اہتمام بھی ہو، میں بقسم کہتا ہوں ان شاء اللہ! جو استغفار اور توبہ کا التزام رکھے گا وہ جنت میں آرام سے پہنچے گا، بالکل یقینی بات ہے، ان شاء اللہ! اس میں کوئی بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا - رواہ ابن ماجة))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الدعوات؛ باب الاستغفار والتوبة؛ ص ۲۰۶)

کثرتِ استغفار جس کے نامۂ اعمال میں موجود ہوگا تو ضرور بالضرور وہ جنت میں پہنچے گا، انشاء اللہ تعالیٰ! اس لئے توبہ، استغفار اور رونا، اور روتے رہنا اور گریہ وزاری کرتے رہنا ہے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ؎

جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

جو زمین پر آنسو گرتے ہیں اُن آنسوؤں کا نور آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ اتنا نور ہوتا ہے آنسوؤں میں! حق تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے:

((لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ القدر؛ ج ۳۰ ص ۵۸۳)

کہ جو میرے اچھے بندے ہیں وہ جب تسبیحات میں مشغول ہوتے ہیں اور ایک طرف گنہگار بندے رونے میں مشغول ہیں تو تسبیحات کا مقام بھی مسلّم، اس کا مرتبہ اور اس کی عظمتیں بھی مسلّم اور اس کے انعامات بھی بالکل متعین ہیں لیکن حق تعالیٰ

فرماتے ہیں ان متقین کی تسبیحات کی بنسبت گنہگاروں کی آہ وزاری یہ میری محبت کو زیادہ کھینچتی ہے اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ ان لوگوں کی طرف میری محبت کی توجہ زیادہ ہوجاتی ہے، کیوں؟

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

انسان کی تخلیق میں پوشیدہ محبتِ الٰہی کا عجیب راز

فرشتوں نے توحق تعالیٰ سے کہا تھا:

﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ﴾

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۳۰)

ہم تو ہمیشہ تسبیح، تحمید، تقدیس میں مشغول ہی ہیں تو پھر ان لوگوں کو آپ بنانا چاہتے ہیں؟ یہ اشکال نہیں تھا، اعتراض نہیں تھا کہ آپ خلیفہ بنائیں گے، یہ تو اچھی بات ہے لیکن ان خلفاء کی قوم میں شریر لوگ بھی تو بہت پیدا ہوں گے، جو قتل و غارت کریں گے، لڑائی جھگڑے، فسادات اور گناہوں میں ملوث ہوں گے، نافرمانی کریں گے، یہ سب کام بھی ان لوگوں سے صادر ہوں گے۔ توحق تعالیٰ نے فرمایا کہ بس ہم جانتے ہیں کہ کس لئے ہم ان کو بنانا چاہتے ہیں، فرشتے مارے ڈر کے خاموش ہوگئے۔ حق تعالیٰ فرشتوں کی زبان سے کہلوانا چاہتے تھے کہ ابھی کہہ دو جو کچھ کہنا ہے، پھر آگے ہم تم کو دِکھائیں گے کہ ہم نے ان کو کس لئے پیدا کیا تھا؟ اسی لئے حق تعالیٰ نے پہلے فرشتوں سے کہلوایا تاکہ آگے وہ دیکھیں کہ جبرئیل! دیکھا میرے بلال رضی اللہ عنہ کو! حسن بصری کو دیکھا! اور تمام عالَم کے جو عشاقِ حق ہیں ان کو دیکھا؟ واہ! واہ! سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔ جو لوگ نافرمان ہیں وہ تو ہیں ہی لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک ایک بندہ جس کے سینہ میں نور ہے، انوارِ توحید اور انوارِ ایمان ہیں، انوارِ اخلاص ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہے ان کا کیا مرتبہ ہے! لہٰذا۔

انفاس زندگی کے جو اُن پر فدا ہوئے
شمس و قمر بھی سامنے اُن کے گدا ہوئے

سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ! عجیب شعر ہیں میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے! ایک ایک شعر اتنا انوار اور تجلیات میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے، عارفین کو حق تعالیٰ اس طرح سے نوازتے ہیں۔

رونے والوں کی شکل بنانے پر بھی اللہ کو پیار آتا ہے

بہرحال میرے دوستو! اس لئے ہم روتے بھی رہیں، گریہ وزاری کو اپنی زندگی بنائیں ؎

جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے دریغا اشک من دریا بدے

اگر دریا کا دریا میرے پاس آنسو ہوتے، اپنے مالک کے لئے اتنا ہم روتے ؎

اے دریغا اشک من دریا بدے
تا نثار دلبرے زیبا شدے

اتنا روتے کہ دریا کا دریا بہاتے۔ اس لئے میرے دوستو! خوب رونے کی کوشش ہونی چاہیے، اگر رونا نہ آئے تو رونے کا حیلہ، رونے کی شکل بھی ہمارے محبوبِ پاک کو بہت محبوب ہے۔ اگر رونا نہیں آیا تو تکلف سے کچھ رونے کی شکل بنالی، اس پر بھی ان کی محبت متوجہ ہوجاتی ہے کہ دیکھو! یہ ظالم رونے کی شکل بناتا ہے، یہ مجھے چاہتا ہے، تو اتنی سی کوشش، محنت اور تکلف پر بھی حق تعالیٰ کا پیار برس جاتا ہے ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

اعضاء و جوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھو۔ ایک اہم نصیحت

ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نظر کی حفاظت اور زبان کی حفاظت، دونوں باتوں کا اہتمام چاہیے۔ افسوس ہے کہ اس دور میں جو صالحین ہیں یعنی وہ لوگ جو دن رات گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھتے ہیں، اہلِ حق کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں، اپنے اکابر سے تعلق رکھے ہوئے ہیں اور اللہ ہی کے لئے تعلق رکھنے والے ہیں، ان میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو حسد سے نہیں بچتے، ایذا رسانی سے نہیں بچتے، زبان درازی سے نہیں بچتے، یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ سور کا گوشت ہم نہیں کھاتے، کس لئے؟ کفار کے نزدیک لذیذ تو بہت ہوتا ہے، وہ لوگ کھا کر موٹے ہٹے کٹے بن جاتے ہیں۔ ہے نا! تو سور کا گوشت کیا کوئی سالک اور کوئی مرید کھائے گا؟ سلسلۂ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ایسا بندہ ہوگا جو کہے گا کہ ہاں ایک چھوٹا سا ٹکڑا سور کے گوشت کا مجھے دے دیجئے، چھوٹا سا ہو، ایک چھوٹی سی بوٹی ہمیں دے دیجئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ بھئی! اس کے لئے کوئی راضی ہوگا؟ اور شراب پینے کے لئے کوئی بھی ایسا طالبِ حق راضی ہوسکتا ہے؟ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ تو میرے دوستو! کیا غیبت سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتے؟ حسد سے حق تعالیٰ ناراض نہیں ہوتے؟ عداوت سے حق تعالیٰ ناراض نہیں ہوتے؟ کسی کی تحقیر سے حق تعالیٰ ناراض نہیں ہوتے؟ پھر ان باتوں سے ہم کیوں نہیں باز آتے؟

چشم بند و لب ببند و گوش بند
گر نبینی نور حق بر ما بخند

اپنی آنکھوں کو بند کرو، اپنے کانوں کو بند کرو، زبان کو بند کرو، کیا مطلب؟ ان تمام اعضاء و جوارح کو گناہوں سے محفوظ کرلو، پھر بھی حق تعالیٰ کا نور اور تعلق مع اللہ نصیب نہ ہو تو پھر ہمیں کہنا۔ سنا آپ نے میرے دوستو!

ترکِ معاصی کا آسان نسخہ

ان بزرگ نے ان چند اعضاء کا ذکر اس لئے کیا کہ انہی اعضاء کے ذریعہ زیادہ تر گناہ سرزد ہوتے ہیں، جیسا کہ کثرت سے میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ حفاظتِ نظر کی تعلیم فرماتے تھے، اس کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں تھا کہ صرف نگاہ کی حفاظت سے ہی آدمی ولی اللہ بن جاتا ہے بلکہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بار بار کبھی اس کی تشریح بھی فرماتے تھے کہ نظر کی حفاظت میں بہت مشقت ہوتی ہے تو جس کو حفاظتِ نظر کی توفیق ہوجاتی ہے، وہ ظالم سوچے گا کہ اپنے اللہ کے لئے ہم نے جب اتنی محنت کی تو پھر جو گناہ اس سے ہلکے ہیں، جن میں اتنی لذت بھی نہیں ہے، وہ گناہ ہم کیوں کریں گے؟ وہ گناہ بھی نہیں کریں گے۔ اس کو میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس انداز میں فرماتے تھے کہ جو اپنی گردن پر ایک بکری اُٹھالے گا تو پھر بکری کا بچہ نہیں اُٹھا سکتا؟ اسی ایک جملے سے حضرت والا کتنی بڑی نصیحت فرما گئے کہ جب تم نے حفاظتِ نظر کی مشقت اُٹھالی تو دوسرے گناہوں سے بچنے کی مشقت کیوں نہ اُٹھاؤ گے؟ ان شاء اللہ تعالیٰ! وہ تو پھر اَور آسان ہوجائے گی۔ اس میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حکیمانہ تعلیم تھی کہ ظالموں کو نگاہ کی حفاظت سکھاؤ، اگر اس میں کامیاب ہوگئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! پھر باقی گناہ آسانی سے چھوڑ دیں گے۔

مگر بعضے لوگوں کی طبیعت عجیب وغریب ہے کہ حفاظتِ نظر تو کرلی، نہ عورتوں کو گھورتا ہے، نہ امارد لڑکوں کو لیکن جناب! غیبت سے نہیں بچتا، عداوت سے نہیں بچتا، حسد سے نہیں بچتا، طرح طرح سے مخلوقِ خدا کو تکلیف پہنچاتا رہتا ہے۔ ارے ظالم! اگر تجھے خدا سے تعلق ہے تو مخلوقِ خدا کے ساتھ اس برتاؤ کی تجھے کیسے ہمت ہوئی؟ اللہ تعالیٰ ایسے لعنتی امور سے ہم سب کو محفوظ فرمائے، حفاظت فرمائے اور اس کے اہتمام کی توفیقات سے نوازے۔

ابرار بندوں کے دو اوصاف

اکابرِ دین کے علوم عجیب وغریب ہوتے ہیں، تھوڑا سا علم، مختصر مختصر باتیں مگر اس میں سمندر کا سمندر ہوتا ہے جیسے کہ حضرت حسن بصری نور اللہ مرقدہٗ نے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ کی تفسیر میں فرمایا کہ ابرار بندے کون ہیں؟

((اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ))

(عمدۃ القاری للعینی: (دار احیاء التراث)؛ باب المسلم من سلم ..... ؛ ج ۱ ص ۱۳۲)

عشاقِ حق وہ ہوتے ہیں، جنتی لوگ وہ ہوتے ہیں، اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کو ناراض کرنا برداشت نہیں کر سکتے، اور کسی مخلوقِ خدا حتیٰ کہ ایک چیونٹی کو ستانا بھی ان کو برداشت نہیں اور وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ کسی بھی گناہ کے کام سے یہ راضی نہیں ہوتے۔ خدا کی قسم یہ دونوں باتیں جس کے اندر پیدا ہو گئیں، یہ دونوں اوصاف جس کو حاصل ہو گئے، وہ یقیناً ولی اللہ ہے، وہ یقیناً ابرار میں شامل ہے، وہ یقیناً جنتی بندہ ہے۔ سنا آپ نے! لہٰذا ہم ان دونوں باتوں کا اہتمام کریں، ابرار بندوں کی جو صفت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بتلائی، ان دونوں صفتوں کے حصول کا ہم دن رات اہتمام رکھیں، ہر وقت، ہر لمحہ ؎

وہ میرے لمحات جو گزرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کے حاصل رہے

میرے دوستو! حفاظتِ نظر کے موقع پر تعلق مع اللہ کی عظمت قلب کے اندر موجود، ایمان کی عظمت قلب کے اندر موجود لیکن خدا کی مخلوق کو ستانا، ان کے حقوق کو ضائع کرنا، اس موقع پر تعلق مع اللہ کی عظمت کہاں غائب ہو جاتی ہے؟ قربِ الٰہی کی عظمت کہاں غائب ہو جاتی ہے؟

زُرْ غِبًّا کا حکم عاشقوں کے لئے نہیں ہے

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

نیست زُرغبًا وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقی ست جانِ صادقاں

کسی وقت اللہ تعالیٰ کے قرب کے دریا میں رہنا اور کسی وقت دریائے قرب سے دور رہنا یہ عشاقِ حق کا طریقہ اور ذوق ہرگز نہیں ہوسکتا، اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ آگے ایک مثال سے فرماتے ہیں۔

نیست زُرغبًا وظیفہ ماہیاں
زانکہ بے دریا ندارند اُنسِ جاں

مچھلیاں پانی سے، دریا سے دور رہنا ہرگز پسند نہیں کرسکتیں کہ کبھی تو پانی میں رہو، کبھی پانی سے دور بھی رہو، دونوں کام کرو یہ بھی وظیفہ وہ بھی وظیفہ۔ کیا کوئی مچھلی اس کی قائل ہے؟ کسی بھی مچھلی کا یہ مذہب ہے؟ کسی مچھلی کو یہ تحمل ہے کہ بھئی ٹھیک ہے ہمیں ۲۳ گھنٹے تو پانی میں رکھنا، ایک گھنٹے کے لئے اگر آپ باہر رکھیں تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں، کوئی اشکال نہیں، آپ کی مرضی ہے، ہم اس پر فدا رہیں گے۔ کیا کوئی مچھلی یہ کہہ سکتی ہے؟ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نیست زُرغبًا وظیفہ ماہیاں

کبھی پانی سے ملنا اور کبھی اس سے دور رہنا، کبھی وصالِ محبوب اور کبھی فراقِ محبوب، یہ ہرگز مچھلیوں کا کام نہیں ہوسکتا، سانپ کا تو کام ہوسکتا ہے لیکن مچھلیوں کا کام ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

زانکہ بے دریا ندارند اُنسِ جاں

مچھلیاں دریا کے بغیر بچ نہیں سکتیں۔ جو عشاقِ حق ہیں، طالبینِ حق ہیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں یا تعلق مع اللہ کی جستجو رکھنے والے ہیں، ان کی یہ شان کیسے ہوسکتی ہے کہ کبھی تو قربِ الٰہی کے کام میں مشغول اور کبھی بُعدِ الٰہی اور لعنتِ الٰہی کے کام میں مشغول، نعوذ باللہ تعالیٰ من ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس لعنتی ذوق سے ہم سب کی

حفاظت فرمائے، ہمیں نجات عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبول فرمائے، عافیتِ دارین عطا فرمائے، ہم سب کو فلاحِ دارین سے نوازے، ہم میں سے کسی کو محروم نہ فرمائے، ہمیں بھی قبول فرمائے، ہمارے اہل وعیال کو بھی قبول فرمائے، ہمارے تمام دوستوں کو بھی قبول فرمائے، مریضوں کو حق تعالیٰ شفائے کامل، عاجل، دائم اور مستمر نصیب فرمائے، تمام دشمنوں سے، حاسدین سے ہماری حفاظت فرمائے، ہمارے رزق میں اللہ تعالیٰ برکات کی بارش فرمادے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے ہمیں مالا مال فرمادے، اپنی رضا اور قربِ کامل سے ہمیں مالا مال فرمادے اور بلا استحقاق اپنے کرم سے اولیاء صدیقین کی خطِ منتہاء تک اللہ تعالیٰ ہم سب کو پہنچادے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

ضمانت مغفرت کی دوستو! اشکِ ندامت ہے

از کلام مرشدی و مولائی شیخ العرب والعجم عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

یہ مانا معصیت میں مجرمانہ تھوڑی لذت ہے
مگر اُس پالنے والے سے یہ کیسی بغاوت ہے

ذرا سی دیر کی لذت ہمیشہ کی ندامت ہے
جنازہ آبرو کا دفن کرنا کیا حماقت ہے

تری یہ سرکشی حق سے ارے کیسی جسارت ہے
خدا سے تیری بے خوفی بھی ظالم کیا قیامت ہے

یہ مرنا مرنے والوں پر کھلی کیسی حماقت ہے
اور ان کی زندگی دونوں جہاں میں کیسی غارت ہے

فنا ہوتا ہے جب جغرافیہ اس حسنِ فانی کا
پتہ چلتا ہے تب یہ عشقِ فانی کیسی لعنت ہے

زمینِ مجرماں ان مجرموں پر کیسی اُلٹی ہے
پھر اُن پر پتھروں کی ایسی بارش کیسی لعنت ہے

عذابِ نار سے بچنا ہے تو کر توبۂ صادق
ضمانت مغفرت کی دوستو! اشکِ ندامت ہے

یہ توبہ جلد ہے مقبول اہلِ دل کی صحبت میں
جہاں اللہ والے ہیں برستی واں پہ رحمت ہے

وہ تقویٰ جلد پا جاتا ہے اخترؔ ان کی صحبت سے
گناہوں کی پُرانی گرچہ اس کی سخت عادت ہے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندے کی سب سے زیادہ محبوب ادا

پیغمبر جو ہوتا ہے وہ کائنات کے اندر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مزاج شناس ہوتا ہے لہٰذا آپ ﷺ کا پریشانی کی حالت میں نماز کی طرف دوڑنا:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَزِعَ إِلَى الصَّلٰوةِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب صلوۃ الخسوف، ج ۳ ص ۵۳۱)

(حضور ﷺ کو جب کوئی غم، پریشانی، فکر لاحق ہوتی تھی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے) یہ ظاہر کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت کو پریشانی کی حالت میں بندے کی یہ ادا سب سے زیادہ پسند آتی ہے۔ نماز سے اللہ کی رحمتِ خاص متوجہ ہوتی ہے۔ کسی پر دنیا کی مشقت آسان ہے کسی پر آخرت کی مشقت آسان ہے۔ ایک شخص ہے کہ اس کو فیکٹریوں اور کارخانوں کا انتظام آسان ہے اور نماز، روزہ، ذکر، تلاوت بھاری ہے اور دوسرے پر دین کے کام آسان ہیں اور دنیا کے کام اسے مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ دنیاوی ضرورتیں تو سب کے ساتھ ہیں، پیٹ اُس کے ساتھ بھی ہے جو اللہ والا ہے، اسے بھی کھانے پینے کی اور دوسری ضروریات ہیں لیکن اسے بقدرِ ضرورت دنیا میں لگنا بھی سخت گراں ہے اور نماز، روزہ، ذکر، تلاوت آسان ہے۔ اور دوسرے شخص کو اگر فیکٹری قائم کرنی ہے تو رات رات بھر جاگے گا، سخت سے سخت محنت کرنے کے لئے تیار ہوگا لیکن اسے دو رکعت نماز پڑھنا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو دین کے کام آسان معلوم ہوتے ہیں، اور جس کو دنیا کے کام آسان معلوم ہوتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کے رونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس پر دین کے کام آسان کردیں۔

(ماخوذ از کتاب خزائنِ معرفت ومحبت)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلا معاوضہ ہدیۃً تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے